حقِ ایجاد اور حقِ طباعت و اشاعت کی خرید و فروخت کی شرعی حیثیت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الواحد

مدرّس و نائب مفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

بسم اللہ الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ وصحبہ واھل بیتہ اجمعین

تعارف

اس موضوع پر ہمیں دو قسم کے اقوال ملتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ان حقوق کی خرید و فروخت ناجائز ہے اور اس کے قائل حضرت مولانا اشرف علی تھانوی اور مولانا مفتی محمد شفیع رحمہما اللہ ہیں۔ مولانا تھانوی رحمہ اللہ اپنی کتاب اصلاح الرسوم میں لکھتے ہیں:

"منجملہ ان رسوم کے بعض مصنّفین اور اہل مطابع کا حق تالیف یا تحشیہ بیچنا یا خریدنا اور رجسٹری کرانا ہے چونکہ حق محض شرعاً مملوک نہیں جیسا کہ اہل حدیث و فقہ پر ظاہر ہے اس لیے اس میں کوئی تصرف مالکانہ کرنا اور دوسروں کو اس سے منتفع ہونے سے روکنا سب حرام اور معصیت ہے۔"

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ جواہر الفقہ میں حق تصنیف اور حق ایجاد کی شرعی حیثیت سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اپنی کسی تصنیف یا ایجاد کو رجسٹرڈ کرا کر دوسروں کو اس کی اشاعت یا صنعت سے روکنا جائز نہیں وجہ یہ ہے کہ کسی شخص کو کسی مباح تصرف سے روکنے کی دو وجہ ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا یہ تصرف کسی

غیر کی ملک میں بلا اس کی اجازت کے ہو۔ دوسرے یہ کہ اس تصرف سے کسی شخص یا جماعت کا ضرر ہوتا ہو۔ اور مسئلہ زیر بحث میں یہ دونوں وجہ مفقود ہیں۔ اوّل تو اس لیے کہ تصنیف کو شائع کرنے والا یا ایجاد کو بنانے مصنّف یا موجد کی کسی ملک میں تصرف نہیں کرتا بلکہ کتابت خود کراتا ہے۔ کاغذ خود مہیا کرتا ہے، طباعت وغیرہ کی اُجرت خود دیتا ہے اور نقل کرنے کے لیے جو کتاب لیتا ہے۔ وہ بھی خرید کر یا کسی دوسرے مباح طریقہ سے۔ رہا حق تصنیف سو نہ وہ کوئی مال ہے نہ ملکیت کی صلاحیت رکھتا ہے، البتہ موجودہ دَورِ حکومت نے جس طرح اور بہت سی ناحق چیزوں کا نام حق رکھ دیا ہے، اس میں یہ حق تصنیف و ایجاد بھی داخل ہے اور وجہ ثانی اس لیے مفقود ہے کہ تصنیف کو شائع کرنے والا مصنّف کو یا کسی دوسرے شخص کو شائع کرنے سے نہیں روکتا جو موجب ضرر ہو، البتہ دوسری جگہ شائع ہو جانے سے مصنّف یا موجد کی گراں فروشی کے غلو کا انسداد ہوتا ہے کہ اس کی من مانی منفعت پر لوگ مجبور نہیں ہو سکتے۔ سو اوّل تو یہ ضرر نہیں عدم النفع بلکہ تقلیل النفع اور ضرر اور عدم نفع میں فرق ظاہر ہے۔" (ص ۲۳۵ ج ۲)

"اور جب یہ معلوم ہوگیا کہ اپنی تصنیف یا ایجاد کو اپنے لیے مخصوص کرنے کا مصنّف یا موجد کو کوئی حق نہیں ہے تو خرید و فروخت بھی شرعاً جائز نہیں ہے۔ کیونکہ خرید و فروخت کے لیے مال ہونا شرط ہے اور حق مجرد کوئی مال نہیں ہوتا۔ اگرچہ ذریعہ مال بن سکتا ہو۔ (ص ۲۳۸ ج ۲)

دوسرا قول کہ ان حقوق کی خرید و فروخت جائز ہے۔ جواز کے قائلین میں مولانا مفتی عبد الغنی رحمہ اللہ سابق مفتی مدرسہ امینیہ دہلی، مفتی عبد الرحیم صاحب لاجپوری مدظلہ (صاحب فتاوی رحیمیہ) مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ اور (بقول مولانا تقی عثمانی صاحب) مولانا شیخ فتح محمد لکھنوی (تلمیذ مولانا عبد الحئی لکھنوی) رحمہما اللہ وغیرہ حضرات ہیں. جواز کے قائلین نے اپنے دلائل پیش کیے ہیں اور خصوصاً مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے اپنے مقالہ بیع الحقوق المجردۃ میں بڑی تفصیل سے اُصولی طور پر حقوق کی مختلف اقسام بیان کیں اور اُن کے احکام ذکر کیے اور پھر تفریع کے طور پر حق ایجاد و تصنیف اور حق اشاعت و طباعت کی خرید فروخت کے جواز پر دلائل دیے اور مانعین کے دلائل ذکر کرکے اُن کا جواب دیا۔

ہمیں جواز کے قول سے اتفاق نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اپنے مقالہ میں پہلے قائلینِ جواز کے دلائل ذکر کرکے اُن کا مدلّل جواب پیش کرتے ہیں۔ واللہ الولی وھو یھدی السبیل۔

قائلین جواز اور اُن کے دلائل

(۱) حضرت مولانا مفتی عبد الغنی صاحب رحمہ اللہ کا فتوی فتاوی رحیمیہ میں منقول ہے۔ اس فتوٰی کا خلاصہ یہ ہے۔

"اگر حقِ طباعت کو غیر متقوم اور مباح الاصل مان لیا جائے تب بھی ایسی کتاب جس کے ساتھ مصنف کی مالی منفعت یا تجارتی مفاد وابستہ ہو تو اس کو ہر کس و ناکس کا بلا اجازتِ مصنف طبع کرنا جائز نہیں، کیونکہ بعض افعال ایسے ہیں کہ اصل کے لحاظ سے مباح ہوتے ہیں، لیکن اگر ان کے کرنے میں دوسرے شخص کی حق تلفی اور ضرر کا امکان ہو تو اُن کی اباحت ساقط ہو جاتی ہے اور وہ ممنوع شرعی بن جاتے ہیں۔ مثلاً ایک مسلمان عورت کو نکاح کا پیغام دینے کی ہر مسلمان مرد ہم کفوء کو اجازت ہے، لیکن پیغام پر پیغام دینا ممنوع ہے۔ یعنی اگر ایک مسلمان مرد نے ایک ہم کفوء مسلمان عورت کو اپنے نکاح کا پیغام دے دیا ہو اور اولیاء کا نکاح کا کچھ رجحان بھی پایا جائے تو جب تک وہ عورت انکار نہ کر دے۔ دوسرے کسی مسلمان کے لیے یہ مباح فعل جائز نہ ہوگا۔ نہٰی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یخطب الرجل علی خِطبۃ اخیہ۔۔۔

کسی مصنف کی کتاب جو اس کی شب و روز کی شدید محنت کے بعد معرضِ وجود میں آتی ہے اس کو طبع کرنے کا سب سے پہلا حق خود مصنف کو حاصل ہے اور اُس کا مقصد علم کی تبلیغ و اشاعت کے ساتھ ہی مصنف کے لیے مالی منفعت کا حصول بھی ہے تو جب تک مصنف کا حق اس کے ساتھ وابستہ ہے، دوسروں کا حق اس کے ساتھ متعلق نہ ہوگا۔۔۔

اب رہا یہ سوال کہ حقِ طباعت کا معاوضہ لینا مصنف کے لیے جائز ہے یا نہیں ؟ حقوقِ مجردہ میں سے وہ حقوق جن میں کوئی مالی منفعت نہیں پائی جاتی یا وہ تحصیل مال کا ذریعہ نہیں بن سکتے بلکہ محض دفعِ ضرر کے لیے اثباتِ حق ہوتا ہے۔ مثلاً حقِ شفعہ کو سوءِ جار سے مامون رہنے کے لیے یہ حق دیا گیا ہے۔ بے شک ایسے حقوق کا معاوضہ لینا جائز نہیں، لیکن بعض حقوق ایسے ہوتے ہیں جن کے ساتھ صاحبِ حق کی مالی منفعت حال میں یا مستقبل میں متعلق ہوتی ہے۔ مثلاً حقِ وظائف یعنی شاہی مناصب تو ان کا معاوضہ مال کی صورت میں لینا یا مال کے معاوضہ میں حق سے دستبردار ہونا جائز ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے حقِ خلافت سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں دستبرداری دے کر معاوضہ قبول فرما لیا تھا۔ (الاشباہ والنظائر للحموی)

اسی طرح کتاب کا حقِ طباعت جبکہ اس کے ساتھ مصنف کی مالی منفعت حال میں یا مستقبل میں متعلق ہے وہ حق ثابت بالاصالہ ہے اور مصنف اس حق کو معاوضہ لے کر منتقل بھی کر سکتا ہے۔

(فتاوی رحیمیہ، ص ۲۴۲، ج ۳)

ہم کہتے ہیں کہ اس فتوی کی بنیاد غالباً یہ ہے کہ مصنف کو محض حقِ طباعت حاصل ہونے سے ہی دوسرے

لوگوں کے لیے طباعت کی اباحت ساقط ہو جاتی ہے۔ صاحب فتوٰی نے اس کی تصریح کی ہے کہ یہ سقوط شرعی ہے اور انھوں نے اس کو پیغام نکاح کے قبیل سے بتایا ہے، لیکن ان دونوں حقوق کے درمیان بہت فرق ہے، لہٰذا دونوں کا ایک حکم سمجھنا صحیح نہیں ــــــ پیغام نکاح میں اس کے سوا کوئی اور صورت نہیں کہ عورت کا نکاح ایک وقت میں فقط ایک مرد سے ہو سکتا ہے یا تو پہلے پیغام دینے والے سے یا دوسرے سے جبکہ حق طباعت میں کوئی حسی یا معنوی رکاوٹ نہیں ہے جو ایک کے طبع کرنے کے بعد دوسرے کے طبع کرنے سے مانع ہو۔ صرف ایک تقلیل منافع کا خطرہ ہے، لیکن جیسا کہ ہم آگے کلام کریں گے۔ یہ کسی بھی طور سے یہ صلاحیت نہیں رکھتا کہ اس کی بنا پر دوسروں کے لیے ایک مباح الاصل ممنوع شرعی بن جائے۔ اور اگر اسکے ضرر تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہ دفع ضرر کے لیے اثبات حق کی صورت بنے گی اور ایسے حق پر کسی بھی طریقے سے معاوضہ لینا جائز نہیں۔

(۲) حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ اپنے مقالہ بیع الحقوق المجردۃ میں بیان کرتے ہیں کہ حقوق خواہ وہ شرعی ہوں (یعنی وہ حقوق جو شارع کی جانب سے ثابت ہوں اور قیاس کا ان کے ثبوت میں کچھ دخل نہ ہو) یا عرفی ہوں (یعنی وہ حقوق جو عرف کی وجہ سے ثابت ہوں اور شارع اُن کو برقرار رکھے) دو قسم پر ہیں۔

اوّل : وہ حقوق جن کی مشروعیت اُن کے اصحاب سے دفعِ ضرر کے لیے ہو۔

دوم : وہ حقوق جن کی مشروعیت اصالۃً ہو۔

پھر وہ حقوق جن کی مشروعیت اصالۃً ہو، ان کی ایک قسم حق اسبقیت یا حق اختصاص ہے یعنی وہ حق جو کسی شخص کو کسی مباح شے پر دیگر لوگوں سے پہلے قبضہ کرنے کی بنا پر حاصل ہو۔

حقِ اسبقیت کی خرید و فروخت کے بارے میں مولانا مدظلہ فرماتے ہیں۔

"فخلاصة الحكم في بيع حق الاسبقية انه	حق اسبقیۃ کی بیع کے حکم کا خلاصہ یہ
وان كان بعض الفقهاء يجوزون هذا	ہے کہ اگرچہ بعض فقہاء اس بیع کو جائز کہتے ہیں
البيع ولكن معظمهم على عدم جوازه ولكن	لیکن اکثر فقہاء اس کو جائز نہیں مانتے، البتہ
يجوز عندهم النزول عنه بمال على	اُن کے نزدیک بھی صلح کے طور پر مال کے عوض
وجه الصلح"	میں اس حق سے دست برداری جائز ہے۔

آگے مولانا مدظلہ حق تصنیف (حق ایجاد) اور حق طباعت (حق اشاعت) کے بارے میں اپنے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

"حق ایجاد ایک ایسا حق ہے جو عرف اور قانون کی بنیاد پر اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جس نے کوئی نئی

چیز ایجاد کی یا کسی چیز کی نئی شکل ایجاد کی حق ایجاد کا مطلب یہ ہے کہ تنہا اسی شخص کو اپنی ایجاد کردہ چیز بنانے اور منڈی میں پیش کرنے کا حق ہے پھر بسا اوقات ایجاد کرنے والا یہ حق دوسرے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے تو اس حق کو خریدنے والا ایجاد کرنے والے کی طرح تجارت کے لیے وہ چیز تیّار کرتا ہے اس طرح جس شخص نے کوئی کتاب تصنیف یا تالیف کی ہے اسے اس کتاب کی نشر و اشاعت اور تجارتی نفع حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ بسا اوقات کتاب لکھنے والا یہ حق دوسرے کے ہاتھ بیچ دیتا ہے تو اس حق کا خریدار نشر و اشاعت کے بارے میں ان حقوق کا مالک ہوجاتا ہے جو مصنّفِ کتاب کو حاصل تھا۔ یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حق ایجاد اور حق تصنیف و حق اشاعت کی فروختگی جائز ہے یا نہیں اس مسئلہ میں فقہائے معاصرین کی دو رائیں ہیں۔ کچھ لوگوں نے اسے جائز کہا ہے اور کچھ نے ناجائز۔

اس سلسلہ میں بنیادی سوال یہ ہے کہ کیا حق ایجاد یا حق اشاعت شریعت اسلامیہ کی طرف سے تسلیم شدہ حق ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے کوئی نئی چیز ایجاد کی خواہ وہ مادی چیز ہو یا معنوی چیز بلا شبہہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اسے اپنے انتفاع کے لیے تیّار کرنے اور نفع کمانے کے لیے بازار میں لانے کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ ابو داؤد اسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم پاس حاضر ہوکر بیعت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اس چیز کی طرف سبقت کی جس کی طرف کسی مسلمان نے سبقت نہیں کی ہے وہ چیز اس کی ہے۔

علّامہ مناویؒ نے اگرچہ اس با[illegible] کو راجح قرار دیا ہے کہ یہ حدیث افتادہ زمین کو قابلِ کاشت بنانے کے بارے میں آئی ہے، لیکن انھوں نے بعض [illegible] سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ یہ حدیث ہر چشمہ، کنواں اور معدن کو شامل ہے اور جس شخص نے ان میں کسی چیز کی طرف سبقت کی تو وہ اسی کا حق ہے۔ اس بات میں کوئی شبہہ نہیں کہ لفظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے سبب کے خاص ہونے کا اعتبار نہیں ہوتا۔

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ حق ایجاد ایک ایسا حق ہے جسے اسلامی شریعت اس بنیاد پر تسلیم کرتی ہے کہ اس شخص نے اس چیز کے ایجاد کرنے میں سبقت کی ہے تو حق ایجاد پر وہی سارے احکام منطبق ہوں گے جو ہم نے حق اسبقیت کے بارے میں ذکر کیے ہیں وہاں ہم نے تحقیق کی، بعض شافعیہ اور حنابلہ نے اس حق کی بیع کو جائز کہا ہے، لیکن ان حضرت کے یہاں بھی راجح یہی ہے کہ اسبقیت کی بیع جائز نہیں ہے، لیکن مال کے بدلہ میں اس حق سے دست بردار ہونا جائز ہے اور وہاں ہم نے شرح منتہی الارادات سے بہوتی کی وہ عبارت بھی

نقل کی ہے۔ بر حقِ تحجیر اور حقِ جلوس فی المسجد سے دست برداری کے جواز کے بارے میں ہے اور اس کے علاوہ حقِ اسبقیت اور حقِ اختصاص کے دوسرے احکام بھی بیان کیے ہیں۔ اس کا تقاضہ یہ ہے کہ حقِ ایجاد یا حقِ اشاعت سے عوض لے کر دوسرے شخص کے حق میں دست بردار ہونا جائز ہے لیکن یہ حکم اصل حقِ ایجاد اور حقِ اشاعت کے سلسلہ میں ہے اگر اس حق کا حکومتی رجسٹریشن بھی کرالیا گیا ہو۔ جس کے لیے موجد اور مصنّف کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ مال اور وقت خرچ کرنا پڑتا ہے اور جس کی وجہ سے یہ حق ایک قانونی حق ہو جاتا ہے جس کا انجام حکومت کی طرف سے دیے گئے سارٹیفکٹ کی صورت میں ہوتا ہے اور تاجروں کے عرف میں اسے قیمتی مال شمار کیا جاتا ہے، تو یہ بات بعید نہیں ہوگی کہ اس رجسٹرڈ حق کو مروج عرف کی بُنیاد پر اعیان و اموال کے حکم میں کر دیا جائے اور ہم پہلے یہ لکھ چکے ہیں کہ بعض اشیاء کو اموال و اعیان کے حکم میں داخل کرنے میں عرف کا بڑا کردار ہے۔ اس لیے کہ مالیت لوگوں کے مال بنانے سے ثابت ہوتی ہے اور رجسٹریشن کے بعد اعیان کی طرح اس حق کا احراز بھی ہوتا ہے اور وقتِ ضرورت کے لیے اس کا ذخیرہ بھی کیا جاتا ہے تو اس عرف کا اعتبار کرنے میں کتاب و سُنّت کے کسی نص کی ممانعت نہیں ہے بہت سے بہت قیاس کی مخالفت ہے اور قیاس کو عرف کی وجہ سے ترک کر دیا جاتا ہے جیسا کہ یہ بات اپنی جگہ ثابت ہو چکی ہے۔"

مولانا تقی عثمانی مدظلہ کے کلام کا حاصل یہ تین نکات ہیں

(۱) حقِ ایجاد و تصنیف و اشاعت ایسا حق ہے جو عرف اور قانون کی بُنیاد پر حاصل ہوتا ہے۔

(۲) اسے شریعت اسلامیہ اس بُنیاد پر تسلیم کرتی ہے کہ اس شخص نے اس چیز کی ایجاد و تصنیف میں سبقت کی ہے اور اس پر حقِ اسبقیت کے تمام احکام منطبق ہوں گے۔

(۳) جب موجد و مصنّف محنت کر کے اور مال و وقت خرچ کر کے اس حق کی حکومتی رجسٹریشن کرا لیتا ہے اور اس کا سرٹیفکیٹ حاصل کر لیتا ہے تو چونکہ یہ سرٹیفکیٹ تاجروں کے عُرف میں قیمتی مال شمار کیا جاتا ہے۔ لہٰذا بعید نہیں کہ مروج عرف کی بُنیاد پر اس کو اعیان و اموال کے حکم میں سمجھا جائے۔

ہم ترتیب سے ان تینوں نکات پر بحث کرتے ہیں۔

نکتہ اوّل: حق ایجاد و تصنیف، کا عرف و قانون کی بنیاد پر حاصل ہونا

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مصنّف کو خود طباعت و اشاعت کرانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے وہ کسی عرف وقانون اور رجسٹریشن کا محتاج نہیں ہوتا وہ چاہے تو اس کا اہتمام کر سکتا ہے کہ دوسروں سے پہلے اپنی تصنیف کی طباعت و اشاعت کرائے۔ پھر قانون اور قانونی رجسٹریشن سے اسے کیا حاصل ہوتا ہے؟ بظاہر تو ـــــ جیسا کہ مولانا تقی عثمانی مدظلہ نے تحریر کیا ہے ـــــ اس حق کا مطلب ہے کہ تنہا اسی شخص کو اپنی ایجاد کردہ چیز بنانے اور منڈی میں پیش کرنے کا حق ہے لیکن ذرا غور کیا جائے تو یہ دو امور پر مشتمل ہے ایک تو خود مصنّف و موجد کا اس کی اشاعت کرنا اور دوسرے دیگر لوگوں پر اس کی اشاعت کرنے سے پابندی عائد کرنا۔ چونکہ امر اوّل تو قانون و رجسٹریشن کے بغیر بھی مصنّف کو حاصل تھا۔ لہٰذا اس قانون سے جو اصل حق اسے حاصل ہوا وہ یہ ہے کہ دوسروں پر اشاعت سے پابندی لگوادی۔ دیکھیے خود اصحاب قوانین کہتے ہیں۔

It is a new or independent right granted by the statute, and not simply a pre-existing right regulated by the statute (P.15)

یہ عبارت اس بارے میں نص ہے کہ قانون کی نظر میں حق طباعت ایسا حق نہیں ہے جو پہلے سے ثابت ہو بلکہ یہ تو حکومت کی جانب سے عطا کردہ حق ہے اب چونکہ خود طباعت کرانے کا حق تو مصنف کو پہلے سے حاصل تھا ہی لہٰذا حکومت کی جانب سے عطا کردہ حق اس کے سوا اور کیا ہے کہ دیگر لوگوں پر پابندی عائد کروانے کا حق ہے

Copyright is usually defined as the exclusive right of printing or otherwise multiplying copies of an intellectual production, and of publishing, and vending the same; the right of preventing all others from doing so (p.15)

اس عبارت میں بھی اس بات کی صراحت ہے کہ قانون کی نظر میں یہ حق اس بات کا بھی ہے کہ دوسروں کو طباعت و اشاعت سے روک دیا جائے۔

لیکن قانون کی رو سے دوسروں پر پابندی فقط اس وقت ہے جب (COPYRIGHT) قوانین کے تحت رجسٹریشن کرالی ہو، ورنہ دوسروں پر پابندی نہیں ہوگی۔ دیکھیے۔

Provided that if the defendant proves that at the date of the infringement he was not aware that copyright subsisted in the work and he had reasonable ground for believing that copyright did not subsist in the work, the plaintiff shall not be entitled to any remedy other than.....(P.46)

THE COPYRIGHT LAWS

By Zia-ul-Islam Janjua

حاصل یہ ہے کہ عرف و قانون کی نظر میں حقِ طباعت و اشاعت ایسا حق نہیں ہے جو پہلے سے ثابت ہو کیونکہ مذکورہ بالا عبارات میں اس کے Pre-existing right ہونے کی نفی کی گئی ہے بلکہ اس کو حکومت کا عطا کردہ حق بتایا گیا ہے (new or independent right granted by the stature) جو کہ فقط اس پر مشتمل ہے کہ دوسروں کے لیے اس کتاب کی طباعت و اشاعت ممنوع ہو اور اسی سے

مصنف کے لیے exclusive right of printing ثابت ہوتا ہے

اور دوسروں پر پابندی لگوانے کا حق اس وجہ سے دیا جاتا ہے کہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ تقلیلِ منافع کی صورت میں مصنّف کو ضرر پہنچتا ہے تو مصنّف سے اس ضرر کے دفع کے لیے اس کو یہ حق دیا جاتا ہے۔

غرض عرف و قانون کی بنیاد پر مصنّف کو جو حق دیا جاتا ہے۔ وہ دوسروں پر پابندی لگوانے کا حق دیا جاتا ہے اور جہاں تک نفسِ حقِ طباعت کا تعلق ہے تو اس سے عرف و قانون کو کچھ تعرض نہیں ہے وہ مصنّف کو تو حاصل ہوتا ہی ہے۔ دوسروں کے لیے بھی عدم رجسٹریشن کی صورت میں مباح اور جائز ہوتا ہے اور دوسروں پر پابندی لگوانے کا حق اس لیے ملتا ہے کہ دوسروں کے مقابلہ میں آنے سے اس کے منافع کے ضررِ تقلیل کا اندیشہ ہے

لہٰذا حقِ اشاعت (COPYRIGHT) اوّل تو کوئی حق ہی نہیں ہے اور اگر اس کو حق فرض ہی کرلیا جائے تو وہ ایسا حق ہے جو صاحبِ حق سے دفعِ ضرر کے لیے ہے۔

نکتہ دوم: شریعتِ اسلامیہ کا اس کو حقِ اسبقیت کی بنیاد پر تسلیم کرنا

① اسبقیت کی بنا پر اس حق کو ثابت کرنا بعید ہے کیونکہ جہاں ایک روایت میں من سبق الی مالم یسبقه الیه مسلم فهوله آیا ہے وہیں ایک روایت میں من سبق الی ما لم یسبقه . . . الخ بھی آیا ہے۔ پھر شارحین نے ما کے تحت جن اشیاء کو شامل کیا ہے وہ وہ اشیاء ہیں جن کی نقل تیار نہیں کی جا سکتی مثلاً پانی لکڑی گھاس کنواں، معدن اور ذات و عین ہونے کی بنا پر یہ بھی ممکن نہیں کہ ایک آدمی کی ملکیّت ثابت ہونے کے بعد اس میں دوسرے آدمی کی بھی ملکیت ثابت ہو سکے۔ مزاحمت ختم کرنے کے لیے شریعت نے ایسی اشیاء میں اسبقیت کا قاعدہ و قانون جاری کیا ہے۔

رہیں وہ اشیاء جن کی نقول فراہم کی جا سکتی ہوں اور وہ نقول دوسروں کی ملکیت میں آسکتی ہوں تو ان اشیاء کو مقدم الذکر اشیاء پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق کے ہوگا۔

دیکھیے مصنّف اپنے مسودہ کا مالک ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا اس کا مالک نہیں۔ ہاں اس کی نقل فراہم کر کے خواہ کسی بھی طریقے سے ہو — جب مالک کسی دوسرے کو مثلاً فروخت یا ہبہ کر کے اس کا مالک بنا دے تو جیسے

مصنّف کو اپنے نسخہ و مسودہ پر مالکانہ حقوق حاصل ہیں اسی طرح دوسرے کو اپنی حاصل کردہ نقل پر مالکانہ حقوق حاصل ہوں گے۔ دونوں میں کچھ فرق نہ ہوگا اور مالکانہ تصرفات کا حق بھی دونوں کو یکساں حاصل ہوگا اور ان تصرفات میں ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ اپنے نسخہ کی نقول فراہم کرکے دوسروں کے ہاتھ فروخت کرے

رہا مولانا مدظلہ کا یہ فرمانا: "اس دلیل کا یہ جواب دیا جاسکتا ہے کہ چیز میں تصرف کرنا الگ چیز ہے اور اس کی مثل دوسری چیز بنایا۔ دوسری چیز ہے۔ خریدار کتاب خرید کر کتاب میں تصرف کرنے کا مالک ہوا کہ اسے پڑھے، نفع اٹھائے، بیچے، عاریت پر دے، ہبہ کردے اور اس طرح کے دوسرے تصرفات کرے اس جیسی دوسری کتاب کی طباعت واشاعت فروختگی کے منافع میں سے نہیں ہے کہ کتاب میں ملکیت اس کی حق طباعت واشاعت کی ملکیت کو مستلزم ہو۔ اس کی مثال حکومت کے ڈھالے ہوئے سکے ہیں ان سکوں کو اگر کسی نے خریدا تو وہ ان سکوں میں ہر طرح کا تصرف کرسکتا ہے، لیکن اس خریداری کی وجہ سے اس کے لیے اس طرح کے دوسرے سکے ڈھالنا جائز نہیں ہوگا۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ کسی چیز کی ملکیت اس بات کو مستلزم نہیں کہ مالک کو اس جیسی دوسری چیز بنالے کا حق ہو"

اس کا جواب یہ ہے کہ سرکار کے ڈھالے ہوئے سکوں کی مثل بنانا اس وجہ سے ممکن نہیں ہوتا کہ حکومت کی جانب سے ان کی مثل بنانے پر پابندی ہوتی ہے اور سرکاری قانون میں اس کو جرم قرار دیا گیا ہے اگر سرکاری پابندی نہ ہو تو کیا پھر بھی یہ حق نہ ہوگا؟ اسی طرح جیسا کہ ہم اوپر بیان کرچکے سرکاری قانون کی رو سے جب تک مصنّف اپنی کتاب کی رجسٹریشن نہ کرالے، دوسروں پر اس کو طبع کرنے کی پابندی نہیں ہوتی۔ رجسٹریشن کرانے کے بعد یہ پابندی عائد ہوتی ہے۔

اس بات کے ہم بھی قائل ہیں کہ واقعی ضرورت کے تحت اگر حکومت کسی دوسرے کو طباعت و اشاعت سے روک دے تو حکومت کے اس قانون کی پابندی لازم ہوگی۔

باقی اس بات کو بھی ہم پہلے ذکر کرچکے ہیں کہ مروج عرف و قانون میں مصنّف کو یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہ رجسٹریشن کرواکے دوسروں پر اپنی کتاب کی طباعت واشاعت کی پابندی لگوادے۔ اور ایسا حق تقلیلِ منافع کو ضرر سمجھ کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تقلیل منافع کو اگر ضرر سمجھا جائے تو اس حق کا اثبات محض دفعِ ضرر کے لیے کہا گیا ہے

(۲) اسبقیت کے طور پر البتہ مصنّف کو یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ وہ کتاب اس کی کہلائے گی۔ کوئی

اور اس کو اپنا نہیں کہہ سکے گا۔ بلکہ اگر اتفاق سے کوئی دوسرا بھی بعینہ ویسی ہی کتاب اپنی محنت سے لکھ لے تو اسبقیت ثابت ہونے پر الفضل للمتقدم پہلے مصنّف کو شرف و فضل حاصل رہے گا۔

نکتہ سوم: رجسٹریشن کے سرٹیفکیٹ کا تاجروں کے عرف میں قیمتی مال شمار کیا جانا

ہم وضاحت کر چکے ہیں کہ رجسٹریشن کی حقیقت تو دوسروں پر اپنے مزعومہ ضرر کے اندیشہ سے پابندی لگوانا ہے۔ حکومت کی جانب سے جاری کردہ سرٹیفکیٹ اسی کا مظہر ہے اور العبرۃ للمعانی لا للالفاظ۔ لہٰذا تاجر اس کو کیا سمجھتے ہیں؟ اس کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ اصل حقیقت و معنی کا اعتبار ہوگا۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض: مولانا تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے یہ بھی فرمایا "نفع کم ہونا اگرچہ خسارہ نہ ہو لیکن ضرر ضرور ہے۔ خسارہ اور ضرر میں واضح فرق ہے۔ یہ بات شک سے بالاتر ہے کہ جس شخص نے کوئی چیز ایجاد کرنے یا کتاب تصنیف کرنے کے لیے جسمانی اور ذہنی مشقتیں جھیلیں، بے پناہ مال اور وقت صرف کیا اس کے لیے راتوں کو جاگا۔ راحت و آرام قربان کیا وہ اس ایجاد اور کتاب سے نفع حاصل کرنے کا اس شخص سے زیادہ حقدار ہے جس نے تھوڑے مال میں اور ایک منٹ میں ایجاد شدہ چیز یا کتاب خرید لی پھر موجد اور مصنّف کے لیے مارکیٹ تنگ کرنے لگا۔"

جواب: (۱) ہم کہتے ہیں کہ نفع حاصل ہونے نہ ہونے یا کم و زیادہ ہونے کا تعلق حقِ طباعت و اشاعت سے ہے ہی نہیں۔ کیا کسی شے کی فروخت کو یہ لازم ہے کہ اس میں نفع ہی ہو اور وہ بھی مطلوبہ مقدار میں بلکہ تجارت میں تو نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔

(۲) اگر اس کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ اشاعت و تجارت متوقع نفع کے لیے کی جاتی ہے۔ تب بھی اوّل تو دوسرے کے طبع کرانے سے پہلے نفع کی نفی لازم نہیں۔ دوم یہ کہ تجار بھی ایسے طریقے اختیار کرنے کے کوشاں ہوتے ہیں کہ کسی اور کو میدان میں آنے یا چھا جانے کا موقع نہ دیں مثلاً کم نفع پر زیادہ مقدار میں مال بازار میں پھیلا دیں۔ ظاہر ہے کہ دوسرے کو طلب نظر نہ آنے پر طباعت و اشاعت کرنے کی طرف رغبت نہ ہوگی۔ آخر کتنی ہی کتابیں ہیں کہ جو چھپتی ہیں، لیکن اُنکی طلب زیادہ نہ ہونے کی بناء پر کوئی

دوبارہ یا مقابلے پر اس کو چھاپنے کا سوچتا بھی نہیں جبکہ طلب زیادہ ہونے پر (مثلاً بہشتی زیور اور تبلیغی نصاب وغیرہ) دسیوں بیسیوں اس کو چھاپتے ہیں اور سب نفع کماتے ہیں اور اس میں تقلیلِ منافع کو اپنے لیے ضرر نہیں سمجھتے۔

پھر پہلی طبع میں جبکہ ابھی کسی اور کی جانب سے وہ کتاب طبع نہیں کی گئی۔ طابعِ اوّل کو بہت کچھ نفع حاصل ہو جاتا ہے۔

(۳) بعض اوقات طابعِ اوّل محض اس بناء پر کہ کوئی اس کے مقابلہ میں نہیں ہے اپنے نفع کی شرح زیادہ بلکہ بہت زیادہ رکھتا ہے۔ مقابلہ کی صورت میں اس کو نفع کی شرح کم کرنی پڑتی ہے۔ یہ تقلیل منفعت اس کی نظر میں ضرر ہو تو ہو تجارتی و معاشیاتی اُمور پر نظر رکھنے والوں کی نظر میں یہ کبھی ضرر شمار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر طابع اوّل پہلے ہی نفع کم رکھتا تو ہم نہیں سمجھتے کہ دوسرا طابع کتابت و طباعت کے تمام اخراجات کرکے بغیر نفع کے یا نقصان سے بیچنے پر راضی ہوگا۔ بلکہ ایسی صورت میں دونوں کی قیمتیں یکساں ہوں گی یا قلیل تفاوت کی حامل ہوں گی اور اگر تفاوت زیادہ ہوگا تو کوالٹی کی بناء پر ہوگا، لیکن اس صورت میں دونوں کے اپنے اپنے طلب گار گاہک ہوں گے۔

باقی اجارہ داری (MONOPOLY) کے مضر اثرات کہ زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کیا جائے موجودہ زمانے میں عام ہیں۔ غرض تقلیلِ منافع کو ضرر خیال کرنا صحیح نہیں بلکہ بسا اوقات اس کی وجہ سے طلب کے زیادہ ہونے کے باعث یہ بہت زیادہ نفع کے حصول کی طرف منجر ہو جاتا ہے۔

ہمارے اس سارے کلام کا حاصل یہ ہے۔

۱۔ مصنّف کو حاصل شدہ حقِ طباعت ہر حال میں محفوظ رہتا ہے۔ بایں معنی کہ اس کے حقِ طباعت میں کسی کے عمل سے کچھ خلل نہیں آتا۔ محض مصنّف کے مالی مفاد کی اس کے ساتھ وابستگی اس بات کا سبب نہیں کہ دوسروں کا حق ساقط ہو جائے کیونکہ دوسروں کی طباعت سے نہ تو مصنّف کے اپنے اصل حق پر زَد پڑتی ہے اور نہ ہی اس کا مالی مفاد ختم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کے حق سے دوسروں کے حق کا خود بخود ساقط ہونا تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ مروجہ عرف و قانون میں مذکور حق درحقیقت دوسروں پر پابندی لگوانے کا حق ہے جس کا کوئی عقلی، شرعی یا حسی سبب موجود نہیں۔ مروج عرف و قانون میں تقلیلِ منافع کو ضرر سمجھا گیا ہے اور اس کے دفع

کے لیے یہ حق دیا جاتا ہے، لیکن اوّل تو تقلیلِ منافع کو ضرر خیال کرنا دُرست نہیں ہے جیسا کہ ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اور دوسرے اگر اس کو ضرر فرض بھی کر لیا جائے تو اس سے قائلین جواز کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ان حضرات کے نزدیک بھی وہ حق جس کا اثبات دفع ضرر کے لیے ہو اس پر کسی طور سے معاوضہ لینا جائز نہیں۔

وحکم هذا النوع من الحقوق انه لا یجوز الاعتیاض عنها لا عن طریق البیع ولا عن طریق الصلح والتنازل بمال والدلیل علیه عقلا ان الحق لم یکن ثابتا لصاحبه اصالة وانما ثبت له لدفع الضرر عنه فان رضی باعطائه لغیره أو تنازل عنه لآخر ظهر انه لا ضرر له عند عدمه۔

(بیع الحقوق المجردۃ ـــــ مولانا تقی عثمانی مدظلہ)

۳۔ مصنّف کے لیے حق اسبقیت اس میں ہے کہ وہ کتاب مصنّف کی کہلائے گی۔ اس کی وجہ سے دوسروں کا حقِ طباعت متاثر نہیں ہوگا جیسا کہ ہم تفصیل سے اس بارے میں کلام کر چکے ہیں۔

۴۔ اگر کوئی ضرورت واقعیہ ہو یا مفاد عامہ ہو تو حکومت اپنے اختیار سے دوسرے سب یا کچھ ناشرین پر پابندی عائد کر سکتی ہے کہ وہ نہ چھاپیں۔

خاتمہ

خاتمہ میں ہم مذکورہ بالا کلام کے نتائج اور کچھ دیگر نکات پیش کرتے ہیں۔

① عام حالات میں کاپی رائٹ (COPYRIGHTS) کے تحت دوسروں پر پابندی لگوانی جائز نہیں البتہ بعض خصوصی حالات میں مثلاً اگر کوئی طابع محض پہلے کو نقصان پہنچانے اور تنگ کرنے کے لیے فقط خرچہ کی قیمت پر یا اپنا نقصان کر کے خرچہ سے بھی کم قیمت پر کتاب بازار میں لاتا ہے یا لانے کا اعلان کرتا ہے جبکہ پہلا طابع (یا مصنّف) اس کو واجبی نفع پر لا رہا ہے تو دوسرے پر حکومت پابندی لگا سکتی ہے اور پہلا طابع دوسرے پر پابندی لگوا سکتا ہے۔

② حقِ تصنیف اور حقِ طباعت پر کسی طرح سے بھی اُجرت یا عوض لینا جائز نہیں نہ بیع کی صُورت میں نہ صلح کی صُورت میں۔

③ مصنّف اگر خود طباعت و اشاعت نہیں کر سکتا یا دوسروں کی طباعت و اشاعت سے اپنے آپ کو

مطمئن نہیں کر سکتا تو اور طریقوں سے اپنی محنت کا معاوضہ حاصل کرنا اس کے لیے ممکن ہے۔ مثلاً
(الف) وہ اپنا مسودہ کسی ناشر کے ہاتھ فروخت کر سکتا ہے۔
(ب) مصنّف ناشر کے ساتھ شرکتِ عنان کا معاملہ کر سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ مصنّف اپنا مسودہ ناشر کو مناسب قیمت پر فروخت کر دے اور اس قیمت کو اپنی طرف سے شرکت میں اپنا راس المال بنا دے۔ اور باہم نفع کی تقسیم کی شرح طے کر لیں۔ یہ شرکت صرف اسی کتاب کے بارے میں ہو سکتی ہے۔

(۴) طابع اوّل نے جو ڈیزائننگ اور خاص طرزِ کتابت وطباعت اختیار کیا ہے۔ دوسرا کوئی طابع وناشر اس کو نقل نہ کرے بلکہ اپنے لیے جُدا طرز اختیار کرے۔ اس کے لیے نقل کرنا شرعاً ممنوع ہوگا کیونکہ اس میں طابع اوّل کو اضرار[1] اور گاہک کو دھوکا[2] ہو سکتا ہے دھوکہ سے بچانے کے لیے اس پابندی اور ممنوعیت سے کسی کا حق بھی متأثر نہیں ہوتا۔ نیز طابع اوّل اس کے لیے کاپی رائٹ قوانین کے تحت قانونی تحفظ بھی حاصل کر سکتا ہے۔

<u>رائلٹی (ROYALTY) کی شرعی حیثیت</u>

رائلٹی میں ایک احتمال تو یہ ہے کہ وہ مصنّف کے حقِ طباعت کا معاوضہ ہو۔ ہم اس موضوع پر تفصیل

---

[1] اضرار کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ دوسرا فوٹو لے کر کتاب شائع کرے۔ ظاہر ہے کہ اس میں عام طور سے اخراجات کم اُٹھتے ہیں تو ہو سکتا ہے کہ دوسرا طابع کم لاگت کی بنا پر اتنی کم قیمت رکھے کہ پہلے طابع کے لیے اتنی کم قیمت پر آنے میں واقعی نقصان ہو۔

اس کی ایک عملی مثال سامنے بھی آئی وہ یہ کہ ایک طابع کے طبع کرانے کے عمل کے دوران ایک دوسرے شخص نے موقع پاکر کتابت شدہ کی فوٹو لے کر طابعِ اوّل سے بھی کچھ پہلے کتاب چھاپ دی۔ حالانکہ اگر اس دوسرے شخص کو اتنے ہی مراحل سے گزرنا پڑتا جتنے سے طابعِ اوّل گزرا تھا تو وہ اتنی جلدی شائع کرنے پر قادر نہ ہوتا اور غالب گمان یہ ہے کہ اس کو چھاپنے کی ترغیب بھی نہ ہوتی۔

[2] گاہک کو دھوکہ کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ گاہک خاص طابع کا مطبوعہ چاہتا ہو اور ملتی جلتی ڈیزائننگ دیکھ کر وہ خرید لے بعد میں اس کو معلوم ہو کہ وہ کسی اور کا مطبوعہ ہے۔ اگرچہ اس کو ضرر نہ ہُوا لیکن ایک قسم کا دھوکا تو اس کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس میں طابعِ اوّل کو بھی دھوکہ ہو سکتا ہے جبکہ وہ اپنی مطبوعہ کی تشہیر کرتا رہا ہو۔

سے لکھ چکے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے۔

اس میں دوسرا احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ اس کو مصنّف کے مسودہ کی قیمت بنائی جائے۔ عام طور پر جو طریقہ رائج ہے کہ ناشر جتنی مرتبہ بھی طبع واشاعت کرے گا ہر مرتبہ میں اتنے فیصد کُتب یا اُن کی قیمت مصنّف کو ادا کرے گا۔ اس میں مسودہ کی قیمت مجہول رہتی ہے اور یہ جہالت ایسی نہیں جو مفضی الی النزاع نہ ہوتی ہو، کیونکہ طابع وناشر کی مرضی پر دارومدار ہوگا کہ وہ کتاب آئندہ چھاپتا بھی ہے یا نہیں اور اگر چھاپتا ہے تو کب اور کتنی چھاپتا ہے، اور ہو سکتا ہے کہ مصنّف کی مرضی ناشر کی مرضی کے موافق نہ ہو۔

اگر یہ کہیں کہ مصنّف اگر راضی نہ ہو تو وہ ناشر کو مزید ایڈیشن نکالنے کی اجازت نہ دے تو جواب یہ ہے کہ اس صورت میں رائیلٹی مسودہ کی قیمت نہ بنی بلکہ حقِ طباعت کا معاوضہ ہُوئی جو جائز نہیں۔

رائیلٹی کو مسودہ سے انتفاع کی اُجرت بھی نہیں بنا سکتے کیونکہ اوّل تو کتاب اجارہ (کرایہ) پر دینا جائز نہیں۔ علاوہ ازیں ناشر کے لیے ایک مرتبہ کا انتفاع کافی ہے۔ بعد میں اپنی کتاب چھاپ کر وہ اصل مسودہ سے مستغنی ہو جاتا ہے اور آئندہ ایڈیشن میں اس کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی جبکہ رائیلٹی ہر طباعت پر وصول کی جاتی ہے۔

غرض رائیلٹی کی مروجہ صورتیں کسی طرح بھی جائز نہیں۔

بشکریہ ماہنامہ [illegible] لاہور
شمارہ محرم وصفر ۱۴۰۱ھ